جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

تبلیغی اصول
قرآن و حدیث
کی روشنی میں

تالیف:
مولانا ریاض احمد خان

ناشر :
ادارہ دعوۃ القرآن
۵۹ محمد علی روڈ ممبئی ۴۰۰۰۰۳ ☆ فون: ۲۳۴۶۵۰۰۵

پہلا ایڈیشن: ۱۰۰۰
اگست ۲۰۱۴ء

قیمت: ۱۰ روپے
Price:10/-

الہام
اور کشف کی حقیقت

الہام اور کشف یا رویائے صادقہ کے ذریعہ حاصل کیا ہوا علم یا ہدایت اگر قرآن وسنت کی تعلیمات وہدایت کے مطابق ہے تو وہ قابلِ قبول اور الٰہی الہام ہے اور اگر وہ علم یا ہدایت، قرآن وسنت کی تعلیمات کے خلاف، اسکو معطل کرنے والا، اس میں تحریف اور ردوبدل کرنے والا ہے تو بلاشبہ وہ شیطانی الہام ہے اور نا قابلِ قبول۔

دین کی اصل اور اسکی بنیاد قرآن وسنت کا طریقہ ہے اور الہام، کشف اور خواب اسکے تابع۔ نہ کہ دین کی اصل، کشف، الہام اور خواب کے تابع۔

یہ دعویٰ کرنا کہ بزرگوں اور اللہ والوں کے الہام، کشف اور خواب، صرف الٰہی ہی ہوتے ہیں شیطانی نہیں، ایک باطل اور بے بنیاد دعویٰ ہے جس کی قرآن وسنت میں کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ دین اسلام میں حضور ﷺ کے علاوہ، بزرگوں کے معصوم ومحفوظ ہونے کا عقیدہ نہیں ہے۔ اسلام میں محفوظ ومامون صرف قرآن اور حضور ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ آپ ﷺ کے سوا دوسرا کوئی ایسا نہیں ہے جس سے خطا کا امکان نہ ہو۔ اس لئے آنکھ بند کر کے صرف قرآن وحضور ﷺ کی بات ہی واجب التسلیم ہے دوسرے کسی کا الہام، کشف یا بات اگر قرآن وسنت کے مطابق ہے تو سرآنکھوں پر، ورنہ وہ ردی کی ٹوکری میں پھینک دی جائیگی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم مولانا ابوالحسن علی میاں ندوی، اپنی کتاب، ''مولانا الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت'' میں مولانا الیاسؒ کے حوالے سے یہ روایت نقل کرتے ہیں۔

''مولانا فرماتے تھے کہ مدینہ طیبہ میں قیام کے دوران مجھے اس کام کیلئے امر ہوا، اور ارشاد ہوا کہ ہم تم سے کام لیں گے۔ کچھ دن میرے اس بے چینی میں گذرے کہ میں ناتواں کیا کرسکوں گا کسی عارف سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ پریشانی کی کیا بات ہے یہ تو نہیں کہا گیا ہے کہ تم کام کروگے یہ کہا گیا ہے کہ ہم تم سے کام لیں گے بس کام لینے والے کام لیں گے اس سے بڑی تسکین ہوئی اور آپ نے مدینہ منورہ سے مراجعت فرمائی۔ اور ۱۳/ربیع الثانی ۴۵ھ کو کاندھلہ واپسی ہوئی۔'' (صفحہ نمبر ۹۱)

اس روایت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مولانا الیاس نے اس تبلیغی دعوت کو اللہ کے حکم سے شروع کیا ہے اور وہ اس کام کیلئے اللہ کی طرف سے مامور ومقرر کئے گئے تھے اور اللہ نے ان سے کام کی نگرانی اور اس کام کیلئے اصولوں کی رہنمائی ومدد کا وعدہ بھی فرمایا۔

مولانا علی میاں ندوی اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۲۲۷ پر تبلیغی اصولوں سے متعلق اپنی تحقیق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مولانا الیاسؒ نے ان تبلیغی اصولوں کو قرآن وحدیث کے فہم، سیرت صحابہ کے حالات وواقعات کا علم، اصول دین سے گہری واقفیت، خداداد بصیرت اور حکمت دین کی مدد سے مقرر فرمایا ہے جو قرآن وحدیث سے ماخوذ ہیں۔

مولانا الیاسؒ کے مقام ومرتبہ میں غلو:

مولانا علی میاںؒ کی مندرجہ بالا روایت اور تبلیغی اصولوں کے قرآن وسنت سے ماخوذ

ہونے کی تحقیق وسند سے حوصلہ پا کر، مولانا الیاسؒ کے ایک معتبر رفیقِ کار میاں جی محمد عیسیٰ صاحب فیروز پوری نے مولانا الیاسؒ کو مامور من اللہ اور تبلیغی محنت کے اصولوں کو منزل من اللہ اور قرآن وسنت کے مطابق ثابت کرنے کیلئے دو کتابیں۔۔۔۔تبلیغی تحریک کی ابتداء اور اس کے بنیادی اصول اور تبلیغ کا مقامی کام۔۔۔لکھی ہیں جن میں انہوں نے مولانا الیاسؒ کے مقام ومرتبہ کے تعین کیلئے وہ ساری خصوصیات جو صرف نبی کیلئے خاص ہوتی ہیں بڑے اہتمام کے ساتھ، مولانا کیلئے بیان کردی ہیں مثلاً روز ازل سے مولانا کا انتخاب ☆ پیدائش سے ہی ان کی غیبی تربیت کا انتظام ☆ قیامت تک انسانوں کی ہدایت وفلاح کے اصولوں کا ان پر الہام ☆ ان کے الہامی اصول آج کے زمانے کے بگاڑ کا واحد علاج ☆ اس زمانہ میں ان کے اصولوں کے مطابق عمل نہ کرنے والوں کی ناکامی کا دعویٰ ☆ جو ان کی جماعت سے الگ رہا اسکی حفاظت کی کوئی شکل نہیں وغیرہ وغیرہ۔ میاں جی کے بلند بانگ دعوؤں کے اقتباس ملاحظہ ہوں۔۔۔۔۔''چونکہ اس زمانے میں بھی گمراہی عام ہوچکی ہے اور مادی اسباب کو ارباب کا درجہ دیا جاچکا ہے اس لئے پھر اللہ کی رحمت وکرم کو جوش آیا اور حضرت مولانا الیاسؒ کو منتخب فرما کر، ان پر اس زمانے کی ہدایت کے اصول وطریقے منکشف فرمائے۔اور ہدایت کی اس محنت کا نام تبلیغی تحریک مشہور ہوگیا۔حضرت مولانا اسے تحریک ایمان یا امت کی اصلاح کی محنت سے تعبیر فرمایا کرتے تھے اس کے سارے اصول الہامی ہیں اور اس زمانے کے انسانوں کی ہدایت کو لئے ہوئے ہیں اس لئے امت کے تمام طبقات کا اس کام میں لگنا نہایت ضروری ہے۔'' (تبلیغی تحریک کی ابتدا اور اس کے بنیادی اصول صفحہ ۴)

میاں جی نے یہ بھی انکشاف فرمایا کہ اللہ نے شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلویؒ کو بفضل خاص بتایا کہ میری حمایت تو تبلیغ کے ساتھ ہے جس کے بعد محترم کو تبلیغ کے بارے میں

شرح صدر حاصل ہوگیا۔ ملاحظہ ہو۔۔۔۔''کس کس طرح چچا جان نے مجھے سمجھایا اور فرمایا کہ تجھے بھی اس کام کے بارے میں شرح صدر ہے یا نہیں؟ لیکن مجھے شرح صدر نہیں ہوا۔۔۔۔۔اور اللہ کی بارگاہ میں، میں دعا بھی کرتا رہا لیکن شرح صدر نہ ہوا۔۔۔۔۔۔کام پھیلتا رہا ہر طرف سے جماعتیں آنے لگیں، بزرگوں کی تائید ہونے لگی لیکن میرا وہی حال کہ شرح صدر نہ ہوا۔۔۔۔۔پس اللہ کا شکر ہے کہ تبلیغ کے بارے میں مجھے بتایا گیا کہ ہماری حمایت تو تبلیغ کے ساتھ ہے۔''

''اس سب سے مراد یہ بتانا ہے کہ تبلیغی محنت من گھڑت اور کسی شخص یا جماعت کی اپنی اختراع نہیں ہے۔ بلکہ امت کی عام بے دینی اور باطل طریقوں میں کامیابی کے ذہن کو حق کی طرف بدلنے اور صحیح راستے پر لانے کیلئے خود اللہ رب العزت نے ہی محض اپنے لطف وکرم سے، اور امت پر شفقت کے تحت حضرت مولانا الیاسؒ کو انتخاب فرمایا اور اللہ ہی نے حضرت مولانا پر ایسے اصول وطریقے منکشف فرمائے جو اس زمانے کی بے دینی وگمراہی کا علاج بن سکیں۔اور یہ اصول سراسر قرآن وحدیث کی روشنی اپنے اندر لئے ہوئے ہیں۔''

(تبلیغی تحریک واصول صفحہ ۳۶۔۳۷)

☆ ''اللہ رب العزت نے حضرت مولانا الیاسؒ پر اصولوں کو منکشف فرمایا جن میں اہم اور ضروری درج ذیل ہیں۔

☆ چھ نمبر۔ کلمہ، نماز، علم، ذکر، اکرام مسلم، تصحیح نیت اور تبلیغ ☆ ترک لایعنی ☆ تفریغِ اوقات یا نفر فی سبیل اللہ ☆ موقعہ شناسی مردم شناسی ☆ اختلافی مسائل سے اجتناب اور مال کے حصول کی شکل سے اجتناب ☆ جوش وہوش ☆ بے غرض ہوکر کام کرنا۔ ☆ اپنے اوپر اپنا مال لگانا ☆ ہجرت اور نصرت ☆ معرف کی دعوت دینا، ☆ منکر کو نہ چھیڑنا ☆ امت کی بے دینی کا غم اور امت پر شفقت ☆ امیر کا انتخاب اور اطاعت امیر

☆اجتماع کو باقی رکھنا اور افتراق سے بچنا۔ ☆دعاء۔''

''حضرت جی فرماتے تھے کہ اس کے اصول میں نے خود اپنے ارادے اور فہم سے نہیں بنائے۔ بلکہ مجھے عطا فرمائے گئے اور مجھے حکم ہوا کہ ان کے مطابق کام کرو'' (تبلیغ تحریک واصول صفحہ ۳۹ تا ۴۰)۔

''تبلیغ کا مقامی کام'' میں میاں جی نے تبلیغی اصول کے بارے میں مختلف مقامات پر کیا کچھ لکھا ہے ملاحظہ ہو۔

۔۔۔۔۔۔اللہ رب العزت اس اعلیٰ عمل اور قرون اولیٰ کے ہیرے کی حفاظت فرمادیں۔ شیطان پیچھے لگا ہوا ہے۔ پتہ نہیں وہ کس راستہ سے داخل ہوجاوے۔ اللہ ہی حفاظت فرمادیں تو ہوسکتی ہے۔ بس اصول وہ ہی ہیں جو اللہ نے حضرت مولانا الیاسؒ پر منکشف فرمادئے۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ کام خالص ولایت اور علمیت سے نہیں چل سکتا۔ اولیاء اور علماء تو حضرت جی'' کے زمانے میں بہت اونچے درجے کے موجود تھے لیکن اللہ نے یہ کام حضرت جیؒ سے لینا تھا اس لئے انہی پر اس کام کے اصول منکشف فرمائے۔ (تبلیغ کا کام صفحہ ۷)

اب جبکہ ۔۔۔۔۔''نبوی طریقوں سے یقین نکل چکا تو اللہ کی رحمت کو جوش آیا اور انسانوں پر کرم فرمایا اور حضرت مولانا الیاسؒ کو روز ازل سے ہی منتخب فرما کر، پیدائش سے ہی تربیت کا غیبی انتظام جاری فرمادیا۔ اہل بصیرت نے آپ میں سے صحابہ کی خوشبو محسوس کی۔'' (تبلیغ کا کام صفحہ ۷۳)

(اصولوں کے ملنے کے بعد)''اپنے زمانے کے چوٹی کے علماء اہل اللہ اور اہل بصیرت کے سامنے آپ نے اپنا ماجرا بیان کیا۔ سب نے تصدیق کی کہ اصول بالکل برحق ہیں اور قرآن وحدیث سے ان کی تصدیق ہوتی ہے۔'' (تبلیغ کا کام صفحہ ۳۸)

''تبلیغی اصول سراسر قرآن وحدیث کے مطابق ہیں ان میں ذرہ برابر بھی شک نہیں۔ اور اس زمانے کے حالات کا واحد علاج ہیں چاہے یہ بات کسی کی سمجھ میں آوے یا نہ آوے، حضرت جی'' فرماتے تھے کہ:۔

''یہ کام اس زمانے کیلئے 'کشتیٔ نوح' ہے جو اس میں آگیا وہ محفوظ ہوجائیگا اور جو اس سے جدا رہا اسکی حفاظت کی کوئی شکل نہیں۔'' (تبلیغ کا کام صفحہ ۹۳)

''اصل بات یہ ہے کہ اصولوں کا متن حضرت مولانا الیاسؒ پر اللہ نے کھولا تھا اور ان کی تشریح حضرت مولانا یوسفؒ سے کرائی تھی۔ اب بعد والوں کی ذمہ داری ہے کہ ان کو معلوم کرتے رہیں اور ان پر جم کر کام کرتے رہیں کیونکہ اصل اصول وہی ہیں جو یہ حضرات بتلاگئے ہیں۔'' (تبلیغ کا کام صفحہ ۴۲)

حضرت مولاناؒ کے بتائے ہوئے کام کے وہ اصول جو کام کی بنیاد کا درجہ رکھتے ہیں اور اگر ان پر جم کر انہی اصولوں کے مطابق محنت کی جاتی رہے تو بقیہ کام بھی کھلتا رہے گا اور اصول بھی سمجھ میں آتے رہیں گے۔۔۔تو اب قیامت تک کام کرنیوالوں کو اسی پر جمنا ضروری ہے اگر اس کے خلاف کسی زمانے کا امیر بھی بتلائے تو وہ قابل قبول نہ ہوگا۔ (تبلیغ کا کام صفحہ ۸۷)

میاں جی نے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ ''اللہ کا غیبی نظام ہے کہ محض اپنے لطف وکرم سے ضرورت کے بقدر اس۔ کام کے تعارف۔۔ کا انتظام فرمادیا ہے اور یہ ضرورت آپ کی سوانح (مولانا الیاس اور انکی دینی دعوت) مرتبہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اور (ملفوظات) مرتبہ حضرت مولانا منظور احمد صاحب نعمانیؒ سے کافی حد تک پوری ہوجاتی ہے۔'' (تبلیغ کا کام صفحہ ۲۴)

تبلیغی محنت اور اس کے اصولوں کا مقام ومرتبہ میاں جی کی نظر میں کیا ہے ان کو الہامی اور قرآن وسنت کے مطابق ثابت کرنے کیلئے انہوں نے کتنی مبالغہ آرائی کی ہے اور کس طرح

زمین وآسمان کے قلابے ملائے ہیں۔ بالخصوص شیخ الحدیثؒ، مولانا علی میاں اور مولانا نعمانیؒ نے تبلیغی محنت اور اس کے اصولوں کو منجانب اللہ، برحق اور قرآن وسنت کے مطابق ہونے کی سند کس طرح عطا فرمائی ہے وہ آپ نے ملاحظہ فرمالیا۔

منکر کو نہ چھیڑنے کا اصول، قرآن کے خلاف ہے:۔

لیکن یہ بات کسی بھی پہلو سے سمجھ میں نہیں آتی کہ تبلیغی محنت کو قرآن وسنت کے مطابق، منجانب اللہ اور برحق ہونیکی سند عطا کرتے وقت ان بزرگوں کی دینی بصیرت اور علم قرآن وسنت کو کیا ہو گیا تھا کہ ان حضرات کو تبلیغی اصولوں میں گیارہ نمبر کا وہ اصول۔'' معروف کی دعوت دینا منکر کو نہ چھیڑنا'' ۔۔۔۔نظر نہیں آیا۔ جو اسلام کی بنیاد، امت کا فرض منصبی اور تبلیغ دین کا بنیادی قرآنی اصول۔۔۔'' معروف کا حکم کرنا اور منکر سے روکنا'' ۔۔۔۔۔کی لفظی تحریف، اسکے بالمقابل، اسکی عین ضد اور اسکے خلاف ہے۔ جس کو سمجھنے کیلئے قرآن وسنت کا علم اور دینی بصیرت سے غور فکر کی ہرگز کوئی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہر وہ شخص خواہ وہ عامی ہو یا عالم، جسے اللہ نے دو آنکھیں دی ہیں وہ دیکھ کر، جان اور سمجھ سکتا ہے کہ یہ تبلیغی اصول قرآن کی لفظی تحریف اور اس کے خلاف ہے۔

نہی عن المنکر کے اصول کی دین میں حیثیت، سید سلیمان ندویؒ کی نظر میں:۔

مولانا علی میاں نے اپنی جس کتاب مین تبلیغی اصولوں کو قرآن وحدیث سے ماخوذ ہونے کی سند عطا فرمائی ہے اس کا مقدمہ محترم علی میاں نے مولانا سید سلیمان صاحب ندویؒ سے لکھوایا ہے۔ کتاب کے مقدمہ میں، سید صاحب نے فریضہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی دین میں کیا حیثیت اور مقام ہے اور اس کو ترک کرنے کا وبال کیا ہے اور اس سے کیا لازم آتا ہے اس پر جو نہایت جامع گفتگو کی ہے وہ ملاحظہ ہو۔

'' قرآن پاک اور احادیث صحیحہ کے نصوص سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امت مسلمہ اپنے نبی ﷺ کی تبعیت میں امم عالم کی طرف مبعوث ہے اس امت کو باہر ہی اس لئے لایا گیا ہے کہ وہ دعوت وتبلیغ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرض کو انجام دے جیسا کہ یہ آیت پاک کھلے لفظوں میں ظاہر کر رہی ہے '' اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت واصلاح کیلئے، میدان دنیا میں لایا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔'' (سورہ آلِ عمران۔۱۱)

'' اس آیت نے بتایا کہ امت مسلمہ دنیا کی دوسری امتوں کیلئے باہر میدانِ دنیا میں لائی گئی ہے اس کی پیدائش کی غرض بھی یہ ہے کہ امم عالم کی خدمت کرے اور ان میں خیر کی دعوت اور معروف کی اشاعت اور منکر کی ممانعت کرے اگر یہ امت اپنے اس فرض سے غفلت برتے تو وہ اپنی زندگی کے مقصد کو پورا کرنے سے عاری ہے۔۔۔۔۔۔پوری امت کی صلاح وفلاح اور دوا ومعالجہ کیلئے یہی جماعت ذمہ دار ٹھہرائی گئی ہے اس کے تین فرض قرار دیئے گئے ہیں پوری امت بلکہ ساری انسانیت کو خیر کی دعوت، معروف کی اشاعت اور منکر کی ممانعت۔'' (مولانا الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت صفحہ ۹)

'' حکیمانہ تبلیغ ودعوت، امر بالمعروف ونہی عن المنکر ۔ معروف کا حکم کرنا اور منکر سے روکنا۔ اسلام کے جسم کی ریڑھ کی ہڈی ہے اس پر اسلام کی بنیاد، اسلام کی قوت، اسلام کی وسعت اور اسلام کی کامیابی منحصر ہے اور آج سب زمانوں سے بڑھ کر اسکی ضرورت ہے۔''
(ایضاً صفحہ ۵۲)

قرآن میں منکر کو نہ چھیڑنے والوں کی سزا:۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مختلف مقامات پر فریضہ نہی عن المنکر ۔۔۔۔منکر سے روکنا۔۔۔۔ سے غفلت اور اسکو ترک کرنے والوں کو دنیا اور آخرت میں کس قسم کے انجام

سے خبردار کیا ہے۔

سورہ انفال میں اللہ نے سکوت عن المنکر ۔۔۔ منکر کو نہ چھیڑنا۔۔کو فتنہ قرار دیا اور ایمان والوں کو خبردار کیا ہے کہ تم منکر سے روکنے کے فریضے کو ہرگز ترک نہ کرنا۔ اور اگر استطاعت کے باوجود تم نے اس فریضہ کی ادائیگی میں کسی قسم کی غفلت اور کوتاہی کی اور اسے ترک کر دیا تو تم بھی ظالموں اور نافرمانوں کے ساتھ عذاب الٰہی کے ذریعے تباہ و برباد کر دئے جاؤ گے۔

’’اور بچو اس فتنے (عذاب) سے جس کی شامت مخصوص طور پر صرف انہی لوگوں تک محدود نہ رہے گی جنہوں نے تم میں سے گناہ کیا ہو۔‘‘ (انفال آیت ۵۲)

اسی قسم کے عذاب کی مثال اللہ تعالیٰ نے سورہ اعراف میں ایلہ کی ایک یہودی بستی کے حوالے سے بیان فرمائی ہے جس میں فریضہ نہی عن المنکر کے تعلق سے تین گروہ ہو گئے تھے۔ ایک بڑا گروہ منکر میں اعلانیہ ملوث تھا، دوسرا گروہ ان کی اصلاح سے مایوس ہو کر، ان کو منکر سے روکنا چھوڑ دیا تھا۔ تیسرا گروہ امید اور ہمت کے ساتھ، برابر ان کو منکر سے روکتا تھا۔ چنانچہ جب پہلے گروہ نے جو اللہ کا نافرمان تھا تیسرے گروہ کی بات نہیں مانی جو ان کو اللہ کی نافرمانی سے منع کرتا تھا تو اس بستی پر اللہ کا عذاب آیا اور عذاب کے ساتھ اللہ نے جو اعلان فرمایا ملاحظہ ہو۔

’’آخر کار جب انہوں نے ان ہدایات کو بالکل ہی بھلا دیا، جو انہیں یاد کرائی گئی تھیں تو ہم نے ان لوگوں کو بچا لیا جو برائی سے منع کرتے تھے اور باقی سب لوگوں کو جو ظالم تھے ان کی نافرمانیوں پر سخت عذاب میں پکڑ لیا۔‘‘ (سورہ الاعراف آیت ۱۶۵)

منکر سے نہ روکنا اللہ کو کتنا ناپسند ہے اور اسکے ترک کرنے کا وبال اللہ کے نزدیک کس قدر ہے اس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بنی اسرائیل کے اس گروہ کو جو منکر کو نہ چھیڑنے کا مجرم تھا۔ کافر، نافرمان، حد کو توڑنے والا اور بہت برے کام

کرنے والا کہا ہے۔ اور اس مجرم گروہ پر حضرت داؤدؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی زبان سے لعنت کروائی ہے ملاحظہ ہو۔

’’بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ان پر داؤدؑ اور عیسیٰؑ ابن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی کیونکہ وہ سرکش ہو گئے تھے اور زیادتیاں کرنے لگے تھے۔ انہوں نے باہم ایک دوسرے کو بُرے کاموں کے ارتکاب سے روکنا چھوڑ دیا تھا۔ بُرا طرز عمل تھا جو انہوں نے اختیار کیا‘‘ (مائدہ آیت نمبر ۸۷۔۹۷)

منکر کو نہ چھیڑنے کا انجام حدیث کی روشنی میں:۔

فریضہ نہی عن المنکر سے غفلت اور اسکو ترک کرنے والوں کو حضور ﷺ کس انجام سے خبردار کر رہے ہیں اسے حضرت ابوبکرؓ کی زبانی سنئے۔

’’وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جب لوگ منکر کو اپنے سامنے ہوتے ہوئے دیکھیں اور استطاعت کے باوجود اسے ہاتھ سے نہ روکیں یا زبان سے اس کو منع نہ کریں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنا عذاب نازل کر دیں۔‘‘ (ابن ماجہ۔ ترمذی)

فریضہ نہی عن المنکر کی دین میں کیا اہمیت ہے اور اسکو ترک کرنے کا وبال و انجام کیا ہے؟ اس کو حضور ﷺ نے ایک کشتی کی مثال کے ذریعہ سمجھایا ہے۔ کشتی میں اوپر اور نیچے دو حصے ہیں پانی اوپر والے حصے میں ہے نیچے کے لوگ پانی کیلئے جب اوپر جاتے ہیں تو اوپر والے اسکا بُرا مانتے ہیں اور اوپر والوں کے اس خود غرضانہ رویہ سے تنگ آ کر، نیچے والے پانی کیلئے کشتی کے پیندے میں سوراخ کرنا چاہتے ہیں تا کہ پانی حاصل کر سکیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر اُوپر والے، نیچے والوں کا ہاتھ پکڑ لیں اور انکو کشتی کے پیندے میں سوراخ نہ کرنے دیں تو خود بھی پانی میں ڈوبنے سے بچیں گے اور نیچے والوں کو بھی بچائیں گے لیکن اگر وہ ان کو

سوراخ کرنے دیں گے اور انکو اس سے نہیں روکیں گے تو خود بھی ہلاک ہونگے اور نیچے والے بھی ہلاک ہونگے۔ (بخاری)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی اپنے سامنے کوئی منکر دیکھے تو اس کیلئے لازم وضروری ہے کہ وہ اسکو اپنے ہاتھ سے روک دے اور اگر اس کے پاس ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہیں ہے تو زبان سے اسکو منع کردے اور اگر زبان سے بھی روکنے کی طاقت نہیں ہے تو دل میں منکر سے نفرت کرے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور ترین درجہ ہے۔ (مسلم)

حضور ﷺ کی اس حدیث کا خطاب عام ہے امت مسلمہ کا ہر فرد اس کا مخاطب ہے اور امت میں شاید ہی کہیں پر کوئی ایسا شخص ہو جو زندگی کے مختلف میدان عمل میں سے کہیں پر بھی منکر سے روکنے کے استطاعت اور طاقت نہ رکھتا ہو۔ کسی جگہ ہو یا نہ ہو ہر شخص اپنے گھر میں بیوی بچوں کو ہاتھ اور زبان سے، منکر سے منع کرنے اور روکنے کی استطاعت تو رکھتا ہی ہے۔

اسلام میں نہی عن المنکر وہ فریضہ ہے جس پر اجتماعی فلاح و بہبود کا دارومدار ہے جو ایک قوم یا جماعت کو ہلاکت میں مبتلا ہونے سے بچاتا ہے جب تک کسی قوم میں یہ جذبہ موجود رہتا ہے کہ اس کے افراد ایک دوسرے کو نیکی کا حکم کرنے اور بدی سے روکنے کا اہتمام کریں۔ یا کم از کم ان میں ایک جماعت ایسی موجود رہے جو اس فرض کو پوری مستعدی کے ساتھ انجام دیتی رہے تو وہ قوم کبھی تباہ نہیں ہوسکتی۔ لیکن اگر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی اسپرٹ اس میں سے نکل جائے۔ اور اس میں کوئی جماعت ایسی نہ رہے جو اس فرض کو انجام دینے والی ہو تو رفتہ رفتہ بدی کا شیطان اس پر مسلط ہو جاتا ہے۔ آخر کار وہ اخلاقی وروحانی اور مادی تباہی کے گڑھے میں ایسی گرتی ہے پھر اُبھر نہیں سکتی۔ اس حقیقت کو قرآن میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

’’پس کیوں نہ تم سے پہلے کی قوموں میں (جن پر عذاب نازل ہوا۔) ایسے نیک لوگ

اٹھے جو انہیں زمین میں فساد پھیلانے سے روکتے ؟ ایسے لوگ بہت تھوڑے تھے جنہیں ہم نے (عذاب کے وقت) ان میں سے بچالیا۔ ورنہ سارے ظالم لوگ ان لذتوں کے پیچھے پڑے رہے جن کے سامان انہیں عطا کئے گئے تھے۔ اور وہ بڑے خطا کار لوگ تھے۔ سو تیرا رب ظالم نہیں ہے کہ بستیوں کو یونہی ہلاک کردے حالانکہ ان کے باشندے نیکوکار ہوں۔ (سورہ ھود:۱۱۶۔۱۱۷)

جس طرح کسی قوم کی فلاح و بہبود اور نجات کا انحصار فریضہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ادائیگی پر موقوف ہے اسی طرح تمام عالمِ انسانی کی فلاح ونجات بھی اسی فریضہ پر منحصر ہے کہ تمام دنیا میں کم از کم ایک ایسی اُمت ضرور ہونی چاہیے، جو بدکاروں کا ہاتھ پکڑنے والی، بدی سے روکنے والی اور نیکی کا حکم کرنے والی ہو۔ اللہ کی مخلوق کو عام تباہی سے بچانے اور اس کی زمین کو شر و فساد اور ظلم وزیادتی سے محفوظ رکھنے کیلئے ایسی اُمت کا وجود نہایت ضروری ہے۔

یہ عالمگیر انسانی خدمت اللہ تعالیٰ نے اُمتِ مسلمہ کے سپرد کی ہے۔ جو دو اجزاء پر مشتمل ہے۔ ایک امر بالمعروف و دوسرے نہی عن المنکر۔ ان دونوں کا مقصد اگر چہ ایک ہی ہے۔ یعنی آدمی کو انسان بنانا۔ لیکن دونوں کے مدارج مختلف ہیں اس لئے دونوں کے طریقوں میں بھی اختلاف ہے۔

علم اخلاق میں انسان کے فرائض کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک وہ فرائض جن کے کرنے کا اس سے مطالبہ کیا جاتا ہے دوسرے وہ فرائض جن کا کرنا اور نہ کرنا خود اس کی مرضی پر موقوف ہے۔

سوسائٹی کا اچھا رکن بننے کے لئے ایک انسان کا کم سے کم فرض یہ ہے کہ وہ بُرے کاموں سے بچے، دوسروں کے حقوق نہ چھینے، دوسروں پر ظلم نہ کرے دوسروں کے امن واطمینان میں

خلل نہ ڈالے۔اور ایسے اعمال سے پرہیز کرے جو اس کے وجود کو سوسائٹی کے لئے نقصان دہ بناتے ہوں۔ان فرائض کو ادا کرنے کا ہر سوسائٹی اپنے رکن سے مطالبہ کرتی ہے۔اور اگر اس کا کوئی رکن ان فرائض کو ادا نہ کرے تو اس کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ ان کی ادائیگی کے لئے اسے مجبور کرے۔

فرائض کی دوسری قسم فضائل اخلاق سے تعلق رکھتی ہے، جن کے کرنے سے ایک انسان، سوسائٹی کا ایک معزز رکن بن سکتا ہے۔مثلاً خدا اور بندوں کے حقوق پہچاننا اور انہیں ادا کرنا۔ خود نیک بننا، اور دوسروں کو نیک بنانا۔اپنے خاندان، اپنی قوم اور اپنے ابنائے نوع کی خدمت کرنا، اور حق کی حمایت وحفاظت کرنا وغیرہ۔

ہاں آدمی کو حیوانیت کے درجہ سے نکال کر، انسانیت کی سطح پر لانا اور اسے انسانی سماج کا ایک ناکارہ اور نقصان دہ رکن بننے سے روکنا نہی عن المنکر سے تعلق رکھتا ہے وہیں آدمی کو انسانیت کی سطح سے اٹھا کر، انسانیت کاملہ کے درجہ میں لے جانا اور اسے انسانی سماج کا ایک مفید اور معزز رکن بنانا امر بالمعروف سے متعلق ہے۔امر بالمعروف، نہی عن المنکر سے افضل ہے۔لیکن دعوت واصلاح کی ترتیب کے اعتبار سے نہی عن المنکر پہلے اور امر بالمعروف بعد میں ہے۔جس طرح ایک کسان کو بیج ڈالنے سے پہلے، ہل چلا کر زمین کو نرم کرنا ضروری ہے اسی طرح اسلام، انسان کو انسان اعلیٰ بنانے کے لئے،معروف کا بیج ڈالنے سے پہلے، اس کی فطرت کو منکر سے پاک کر کے ہموار کرنا ضروری سمجھتا ہے۔اسلام ہر انسان کو معروف کی خوبیاں اور برکات دکھا کر اس کو اختیار کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔لیکن منکر کا پردہ، انسان کی آنکھ کو معروف کی خوبیوں کو دیکھنے کے قابل ہی نہیں چھوڑتا۔اس لئے اسلام کی نظر میں، معروف کی دعوت سے پہلے منکر کے پردے کو ہر ممکن طریقے سے چاک کرنا اور کھرچنا پہلی اور ضروری تدبیر ہے۔اور دعوت واصلاح کے کام میں نہی عن المنکر کی یہی اہمیت ہے جو

اسے کام کا نہایت لازمی جز بناتی ہے۔اور اسی وجہ سے اسے کسی بھی حال میں ترک کرنا دین کی بنیاد کو ترک کرنے کا ہم معنی ہے۔

فریضہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر۔۔معروف کا حکم دینا اور منکر سے روکنا۔۔کا مقام و مرتبہ، قرآن، سنتِ رسول ﷺ اور علماء کی نگاہ بھی کیا ہے اور اس فریضے کو جان بوجھ کر، اصول کے طور پر طاقت اور استطاعت کے باوجود، قیامت تک کیلئے، ترک کرنیوالوں کی سزا دنیا اور آخرت میں کی ہے اسکا مختصر ساذکر قرآن، حدیث اور علماء کے حوالے سے اوپر ہو چکا ہے۔

تبلیغی جماعت کے قول وعمل میں تضاد:

تبلیغی حضرات ایک طرف کلمہ ونماز کی دعوت کا مقصد اور اسکا طریقہ کار یہ بیان کرتے ہیں کہ اُمت کے تمام امور ومعاملات کو اللہ کے حکم، رسول کی سنت اور قرآن کی ترتیب کے مطابق لانا۔اُمت میں سو فیصد دین پیدا کرنا۔ ہر وقت، ہر حال، ہر موقع پر جو اللہ کا حکم ہے اسکو حضور ﷺ والے طریقے کے مطابق انجام دینا۔ جیسے میاں جی اور دیگر ذمہ داروں نے یوں بیان کیا ہے۔

”ہماری تحریک کا مقصد، جمیع ماجاء بہ النبی ﷺ کو وجود میں لانا ہے۔(تبلیغی کا مقامی کام صفحہ ۶۴) امت میں بس دین کی طلب وقدر پیدا کرنیکی کوشش کرنا ہے۔ (ایضاً صفحہ ۵۰) حضرت جی امت میں سو فیصد دین پیدا کرنا چاہتے تھے۔(ایضاً صفحہ ۲۵) نماز سے مقصود ہر حال میں، ہر وقت، ہر موقع پر اللہ کا جو حکم ہے اسکو حضور ﷺ والے طریقے کے مطابق کرنے کا جذبہ پیدا ہو جائے۔(تذکرہ یوسفؒ صفحہ ۱۹۰) ہر ہر عمل سے پہلے ہم معلوم کریں کہ حضور ﷺ نے اس عمل کو کیسے کیا۔(تذکرہ یوسفؒ،صفحہ ۱۹۱) اعمال اور چیزوں کی ترتیب کو قرآن مجید کے مطابق بدلنا۔اسلام اسی کا نام ہے۔جو اعمال کی اس ترتیب

کو بگاڑتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ذلیل کریگا۔'' (تذکرہ یوسفؒ ص ۱۹۵)

دوسری طرف ان حضرات کا عملی رویہ یہ ہے کہ مخالفِ قرآن، الہامی اصول، دعوۃ الی المعروف وسکوت عن المنکر۔۔۔معروف کی دعوت دینا منکر کو نہ چھیڑنا۔۔۔۔کے ذریعہ اللہ کا حکم، حضور ﷺ والا طریقہ، اسلام کی بنیاد، امت کا مقصد وجود اور تبلیغ واصلاح دین کی قرآنی ترتیب اور اصول۔۔۔۔امر بالمعروف ونہی عن المنکر (معروف کا حکم کرنا اور منکر سے روکنا)۔۔۔۔میں ہمیشہ کیلئے لفظی تبدیلی وتحریف کرتے ہیں اور پھر اس تبدیلی کے بعد پوری دیدہ دلیری اور ڈھٹائی کے ساتھ اس تبدیل کئے ہوئے اصول کے بارے میں یہ اعلان ودعویٰ بھی کرتے ہیں کہ

''تبلیغی اصول سراسر قرآن وحدیث کے مطابق ہیں۔ان میں ذرہ برابر بھی شک نہیں۔ چاہے یہ بات کسی کی سمجھ میں آوے یا نہ آوے۔اور یہ اس زمانے کے حالات کا واحد علاج ہیں۔'' (تبلیغ کا مقامی کام صفحہ ۳۹)

تبلیغی حضرات کا یہ دو باہم متضاد کردار اور دعویٰ اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ اللہ، رسول اور قرآن کی طرف خود ساختہ بات کو منسوب کرنے میں یہ لوگ کتنے دلیر اور بے باک ہیں اور زبانی لفاظی میں یہ کتنے ماہر ہیں۔

☆اللہ ورسول کا طریقہ اور قرآن کے اصول میں ردوبدل کرنا ان حضرات کیلئے کتنا آسان ہے۔

☆مولانا الیاسؒ کے الہامی اصول کے تعلق سے یہ اتنے حساس اور بیدار ہیں کہ اسے قیامت تک نا قابل ترمیم ہونے کا عقیدہ اور قاعدہ بیان کررہے ہیں۔(تبلیغ کا مقامی کام صفحہ ۲۴)۔۔اور حضور ﷺ کی سنت اور قرآن کا طریقہ اور اصول سے اتنی غفلت کہ اسے تبدیل کرنے میں یہ حضرات کوئی بُرائی اور خوف نہیں محسوس کررہے ہیں۔

☆آخرت، آخرت کا وظیفہ پڑھنے والے، آخرت کی جوابدہی سے کس قدر غافل اور نڈر ہیں۔

☆کلمہ ونماز کی دعوت، امت کا فائدہ، اللہ کا حکم، حضور ﷺ والا طریقہ، قرآن کی ترتیب کے نام پر، کس طرح اور کتنی جھوٹی احادیث اور جھوٹے قصے ااور کہانیوں کو عام مسلمانوں میں پھیلا رہے ہیں۔

☆دین اسلام کے مقاصد اور اسکی بنیادی تعلیمات اور ترجیحات میں کس طرح کی تبدیلی کررہے ہیں۔

☆ کس طرح نفلی عمل کو فرض اور فرض کو سنت اور نفل کے درجے میں پہنچا رہے ہیں۔

☆ سنت کا وظیفہ پڑھنے والے، کس طرح بدعت وخرافات کو فروغ دے رہے ہیں۔

☆ کس طرح دین کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے دین کے ایک حصہ پر عمل کیلئے کافی زور دے رہے ہیں اور بقیہ دین کو ترک کررہے ہیں۔

☆ تعلیم دین اور تبلیغ ودعوت کے نام پر کس طرح کی جہالت پھیلا رہے ہیں۔

☆ عوام قرآن کو سمجھ کر نہ پڑھیں اسکی کتنی پُرزور تبلیغ کررہے ہیں اور اس کیلئے کس طرح جھوٹی احادیث اور آیات متشابہات سے دلیل لارہے ہیں۔

☆اپنے علماء اور اللہ والوں کی عقیدت میں غلو کرکے، ان کو کہاں پہنچا رہے ہیں۔

تبلیغی حضرات کا قول وظاہری شکل، مغالطہ کا سبب:۔

اللہ کا حکم، حضور ﷺ کی سنت، قرآن کی ترتیب، دین کی قدر اور سو فیصد دین کا وظیفہ ان کے ہر خاص وعام، ہر بڑے چھوٹے، ہر عالم وعامی کی زبان پر، ہر وقت جاری رہتا ہے جسے یہ لوگ اپنی ہر کتاب ہر تقریر، ہر بیان اور ہر گفتگو میں ہر جگہ، ہر موقع وہر مقام پر بار بار مختلف طریقے، پیرائے اور اندازے سے ہمیشہ پورے تسلسل کے ساتھ دہراتے رہتے ہیں

ان کی یہ باتیں سن کر اور ان کی شکل وصورت کو دیکھ کر، ہر سننے اور دیکھنے والے کو یہ یقین کامل ہوجاتا ہے کہ ایسی اچھی شکل وصورت والے اور دین وایمان کی اچھی اچھی باتیں کرنے والے دین میں کوئی کمی یا زیادتی نہیں کرسکتے۔ کیونکہ یہ لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جو لوگ اعمال کی قرآنی ترتیب کو بگاڑتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ذلیل کردیگا۔ (تذکرہ یوسف صفحہ ۱۹۵)

ایسا عقیدہ رکھنے والے لوگوں کے تعلق سے کوئی شخص یہ سوچ بھی نہیں سکتا اور کسی کے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہیں آسکتی کہ یہ لوگ قرآن کی ترتیب اور حضور ﷺ کی سنت وطریقے میں کوئی بگاڑ یا تبدیلی کرسکتے ہیں۔ لیکن دینی تاریخ کی حقیقت جسے قرآن نے بیان کیا ہے یہ ہے کہ اللہ کے دین میں تحریف وتبدیلی نفس پرستی کے علاوہ اللہ، رسول اور دین کے نام سے بھی ہوتی ہے۔ خود امت مسلمہ کی دینی تاریخ کا یہ ایک نہایت افسوسناک باب ہے کہ اللہ، رسول اور دین کے نام پر، شکل وصورت کے اعتبار سے ولی، عوام الناس میں صالحین اور اہل خیر کے مقدس ناموں سے مشہور لوگوں نے، اللہ، رسول اور اسکے دین کے خلاف جھوٹ بولنے میں، اس میں کمی وزیادتی کرنے میں اور اسکی شکل وصورت کو بگاڑنے میں نہایت نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

جیسے امام مسلمؒ نے محمد بن ابی عتابؒ کے حوالے سے صحیح مسلم کے مقدمہ میں یوں بیان کیا ہے۔

''ہم نے صالحین اور اہل خیر سے زیادہ، حدیث کے معاملے میں کسی اور کو جھوٹ بولتے نہیں دیکھا۔'' (مسلم)

امام مسلمؒ خود ان صالحین کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ حدیث کے معاملہ میں کسی قصد وارادے کے بغیر بھی جھوٹ ان کی زبانوں پر جاری رہتا ہے۔'' (مسلم)

چنانچہ تبلیغی حضرات کو دیکھئے کہ انہوں نے قرآنی الفاظ۔۔۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر، یعنی معروف کا حکم کرنا اور منکر سے روکنا۔۔۔ کو دعوۃ الی المعروف وسکوت عن المنکر، یعنی معروف کی دعوت دینا اور منکر کو نہ چھیڑنا۔۔۔ سے بدل دیا ہے۔ لیکن اس تحریف کے بعد بھی ان کا دعویٰ اور نعرہ یہی ہے کہ تبلیغی اصول سراسر قرآن وحدیث کے مطابق ہیں ان میں ذرہ برابر شک نہیں ہے چاہے یہ بات کسی کی سمجھ میں آوے یا نہ آوے (تبلیغ کا مقامی کام صفحہ ۹۳) اور یہ کہ ہمارا مقصد سو فیصد دین، ماجاء بہ النبی ﷺ حضور والا طریقہ اور قرآنی ترتیب کو وجود میں لانا ہے۔ (تبلیغ کا مقامی کام صفحہ ۲۵)

علماء کی خاموشی اصلاح حال میں رکاوٹ:۔

اس کے ساتھ حیرت اور تعجب کی بات تو یہ ہے کہ علماء اور اللہ والوں کا ایک گروہ جو تبلیغ کے ساتھ ہے اور ایک گروہ جو عملاً ان کے ساتھ تو نہیں ہے لیکن تبلیغی جماعت کو اپنی جماعت کہتا اور سمجھتا ہے کیا یہ علماء اور اللہ والے اس واضح لفظی تبدیلی وتحریف کو دیکھنے اور سمجھنے سے قاصر عاجز ہیں یا دیکھنے اور سمجھنے کے باوجود، دیدہ ودانستہ، دین کی اس صریح کتربیونت سے یہ حضرات صرف اس لئے صرف نظر کررہے ہیں کہ تبدیلی وتحریف کرنے والے لوگ، ان کے اپنے مسلک اور گروہ سے تعلق رکھتے ہیں، جبکہ ان میں کے بیشتر علماء تبلیغی حضرات کے عقائد، اعمال ورویے پر اپنی نجی مجلسوں میں تشویش کا اظہار بھی کرتے ہیں لیکن زبان سے عوام کے سامنے حق کے اظہار کی جرأت وہمت، شاید یہ لوگ اپنے اندر نہیں پاتے۔ اس طرح اپنی خاموشی سے یہ حضرات نہایت غلط کام کی تائید کررہے ہیں۔

تبلیغی مسلک کے علماء اور اللہ والوں کی اس خاموشی سے حوصلہ پا کر، تبلیغی حضرات بہت بڑی خام خیالی اور زعم باطل میں مبتلا ہوگئے ہیں اور اپنی اس تحریف وتبدیلی کو حکیمانہ قرار دینے میں بھی انہیں ذرہ برابر تامل یا حجاب نہیں ہے۔ گویا نعوذ باللہ! قرآن میں نہی عن المنکر کا

اصول وحکم بیان کر کے، اللہ تعالیٰ جس حکمت کو نہیں سمجھ سکے، وہ ان حضرات کی سمجھ میں آ گئی اور انہوں نے، اللہ کی غلطی کو، نعوذ باللہ ہمیشہ کے لئے درست کر دیا۔ ان حضرات کی زبان درازی ملاحظہ ہو۔

تبلیغی محنت میں یہ اصول کہ معروف یعنی نیکی کی طرف بلانا اور منکر یعنی بداعمالیوں پر روک ٹوک نہ کرنا، بڑی حکمت اور مصلحت پر مبنی ہے۔ حضرت جیؒ فرمایا کرتے تھے کہ معروف کی مثال روشنی جیسی ہے۔ اور منکر کی مثال اندھیرے کی۔ اور قاعدہ کلیہ ہے کہ اندھیرے کا علاج روشنی ہے۔ اندھیرا، اندھیرا کہنے سے کبھی اندھیرا دور نہ ہوگا چاہے کتنے ہی پکارتے رہو، اور اگر ایک موم بتی خاموشی کے ساتھ جلا کر رکھ دو، پورے مکان کا اندھیرا دور ہو جائیگا۔ بس دعوت میں بھی یہ خاص گر ہے کہ لوگوں کو نیکی کے فضائل بتا بتا کر اس قدر سمجھاؤ کہ اس کے دل میں نیکی کی قیمت وعظمت پیدا ہو جائے اور وہ اس کا عامل بن جاوے پھر منکرات کو وہ خود ہی چھوڑ دے گا۔۔۔۔ دوسری بات حضرت جی یہ فرمایا کرتے تھے کہ آج بہت سی برائیاں محبوب بن چکی ہیں۔ اور یہ عام بات ہے کہ دوسروں کے نزدیک اس کا محبوب کتنا ہی بدشکل اور بدکردار اور نقصان پہنچانے والا ہو لیکن جس کا وہ محبوب ہے اس کے سامنے اگر اس کی برائی کی گئی تو غصہ ہو جاوے گا۔ اسی وجہ سے داعی کے لئے ضروری ہے کہ دل میں تو برائی کی نفرت پوری پوری رکھے لیکن دعوت کے وقت صرف نیکی کی طرف بلاتا رہے۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا کرتے رہے کہ یا اللہ امت کی اصلاح فرما۔ (تبلیغی تحریک کی ابتدا اور اسکے بنیادی اصول۔ صفحہ ۱۲۳۔ ۱۲۴)

تبلیغی جماعت کے عقائد:۔

تبلیغی اصولوں کے تعلق سے ان حضرات کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ اس زمانے میں تبلیغ واصلاح کا کام۔۔۔۔ قرآن وسنت کا علم رکھنے والے۔۔۔۔ علماء کی علمیت اور اولیاء کی

ولایت۔۔۔۔ سے نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حضرت جیؒ کے زمانے میں ان سے بڑھ کر علماء اور اولیاء موجود تھے لیکن اللہ نے حضرت جی کو اس کام کیلئے منتخب کر کے اس زمانے کی اصلاح کے اصول ان پر منکشف فرمائے۔ (تبلیغ کا مقامی کام صفحہ ۷)

لیکن تبلیغی حضرات کے اس طرح کے بیان اور عقیدہ کے بالکل برعکس، محترم مولانا علی میاں ندوی تبلیغی اصولوں سے متعلق اپنی تحقیق بیان کرتے ہیں کہ مولانا الیاسؒ نے ان تبلیغی اصولوں کو قرآن وحدیث کے فہم، اصول دین سے گہری واقفیت، خداداد بصیرت اور حکمت دین کی مدد سے مقرر فرمایا ہے جو قرآن وحدیث سے ماخوذ ہیں۔'' (مولانا الیاس کی دعوت صفحہ ۳۲۷)

ان حضرات کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ ہر زمانے کی تبلیغ واصلاح کے اصل اصول بس وہی ہیں جو حضرت جیؒ بتلا گئے ہیں اس لئے بعد کے زمانوں میں تبلیغ واصلاح کا کام کرنے والوں کی ذمہ داری صرف یہ ہے کہ ان اصولوں کو مولانا الیاسؒ اور تبلیغ کے پرانے لوگوں سے معلوم کرتے رہیں اور ان پر جم کر کام کرتے رہیں کیونکہ بعد میں آنے والے ہر امیر کی بات کو اصول قرار نہیں دیا جائے گا۔ اگر ایسا کیا گیا تو اصول کھیل بن جائیں گے۔۔۔۔ اور ''ہر کہ آمد عمارت نو ساخت'' والا معاملہ ہو جائے گا۔ بلکہ قاعدہ یہ ہے کہ ہر زمانے کے امیر کے مقابلے میں سابق امیر کی بات اور سب امیروں کے مقابلے میں۔۔۔۔ مولانا الیاسؒ کے بتلائے ہوئے اصول کو ترجیح دی جائے گی۔ (تبلیغ کا مقامی کام صفحہ ۲۴)

توجہ طلب بات یہ ہے کہ مولانا الیاسؒ کے الہامی اصولوں کے تعلق سے تو یہ تبلیغی حضرات اتنے حساس غیور اور بیدار واقع ہوئے ہیں کہ ان کو ہمیشہ کیلئے دائمی اصول قرار دے رہے ہیں اور ان میں کسی قسم کی تبدیلی وردوبدل کو یہ حضرات کھیل وتماشہ کا نام دے رہے ہیں اور یہ اعلان کر رہے ہیں کہ بعد میں آنے والے کسی بھی امیر کو ان اصولوں میں تبدیلی کا کوئی حق

نہیں ہے۔

لیکن اللہ کے آخری رسول ﷺ اور آخری کتاب کے بنیادی اصول۔۔۔جس میں ذرہ برابر تبدیلی حرام اور کفر ہے۔۔۔کے تعلق سے یہ لوگ اتنے بے خوف اور غیر ذمہ دار کہ وحی الٰہی پر مبنی اصول کو مولانا الیاسؒ کے الہامی اصول سے ہمیشہ کیلئے بدلنے میں انہیں کسی قسم کا کوئی خوف، تضاد، کھیل یا غلط کام نہیں محسوس ہوتا اور ان کے دل میں کسی قسم کی کوئی کھٹک یا غیرت نہیں پیدا ہوتی۔تبلیغی حضرات کا یہ قولی اور عملی رویہ ان کے فہم دین کی کس حالت کا پتہ دیتا ہے اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے۔

تبلیغی حضرات کا عقیدہ اور دعویٰ یہ بھی ہے کہ آج کے زمانے کی اصلاح وہدایت کے اصل اصول یہی الہامی تبلیغی اصول ہیں۔۔۔نہ کہ قرآنی اصول۔۔۔اور جس زمانے کے جو اصل اصول ہوتے ہیں ان پر جو لوگ عمل کرتے ہیں وہ۔۔۔دنیا وآخرت میں۔۔۔کامیاب ہوتے ہیں اور جو لوگ ان پر عمل نہیں کرتے وہ۔۔۔۔دنیا وآخرت میں۔۔۔ناکام۔۔میاں جی کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

’’زمانے شاہد ہیں کہ جس زمانے میں جو اصول انہوں نے عطا فرمائے ان اصولوں پر جن لوگوں نے عمل کیا وہ کامیاب ہوگئے اور جن لوگوں نے ان پر عمل نہ کیا وہ ناکام ہوئے، قرآن وحدیث میں تمثیلاً ایسے واقعات اللہ نے ذکر فرمائے ہیں۔بس اس زمانے کی کامیابی کیلئے اللہ رب العزت نے تبلیغی عنوان سے ایک محنت عطا فرمادی ہے اور اس کے اصول وضوابط بھی اللہ ہی نے عطا فرمائے ہیں۔‘‘ (تبلیغ کا مقامی کام۔ص ۴۱)

میاں جی کی اس تمثیل سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ لوگ مولانا الیاسؒ کو مجدد اور مصلح کے بجائے نبی کے مثل اور اس کے درجے میں سمجھ رہے ہیں ورنہ گروہ انبیاء سے متعلق قرآنی تمثیل سے مجدد کی جماعت اور اس کے اصولوں کے حق میں استدلال نہ کرتے۔اور ان کے

متعلق یہ دعویٰ نہ کرتے کہ اس زمانے کی ہدایت کے اصل اصول یہ ہیں نہ کہ قرآنی اصول۔۔۔اس لئے جس نے اس زمانے کے اصولوں کے مطابق عمل نہ کیا وہ ناکام ہوجائے گا۔

کسی مجدد اور اس کی جماعت کا شرعاً یہ حق ہی نہیں ہے کہ وہ اپنے زمانے میں صرف خود کو تنہا حق پر ہونے کا دعویٰ کرے اور صرف اپنے اصول وطریقہ کو کامیابی کی ضمانت سمجھے۔اس کے باوجود مجدد اور اس کے ساتھی اگر اس قسم کا دعویٰ کرتے ہیں تو یہ ان کے فہم قرآن وسنت کی کمی اور فساد عقیدہ کا مظہر ہے۔

یہ صرف نبی اور اس کی جماعت کا حق ہے کہ وہ اپنے زمانے میں تنہا حق پر ہونے کا اور اپنے طریقے اور اصولوں پر عمل کرنے والوں کے کامیاب ہونے کا دعویٰ اور اعلان کرے۔ کیونکہ نبی کے زمانے میں اسلام صرف نبی کی جماعت کے اندر اور اس کے ساتھ ہوتا ہے نبی اور اسکی جماعت کے باہر صرف کفر اور گمراہی۔

یہ زمانہ حضور ﷺ کی نبوت کا زمانہ ہے اور امت مسلمہ کا نہایت اہم اور بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ حضور ﷺ پر سلسلہ نبوت کے اختتام کے بعد حضور ﷺ کی شریعت اور اس کے اصول، قیامت تک ہر زمانے کیلئے واجب العمل اصول ہیں اور وہ کسی بھی مجدد کے اصول سے ہرگز واجب الترک نہیں ہوسکتے۔اور قیامت تک سارے انسانوں کی کامیابی اب صرف انہی اصولوں اور آپکی شریعت پر عمل کرنے سے وابستہ ہے۔نہ کہ کسی مجدد، مصلح اور داعی کے الہامی یا اجتہادی اصول سے، جیسا کہ تبلیغی حضرات کا عقیدہ وخیال ہے۔

ان حضرات کا عقیدہ ودعویٰ یہ بھی ہے کہ اس زمانے میں تبلیغی کام کشتی نوح کے مترادف ہے جو اس میں داخل ہوگیا وہ دنیا میں محفوظ اور آخرت میں نجات سے ہمکنار ہوگا اور جو اس سے جدا رہا اسکی دنیا وآخرت میں حفاظت اور نجات کی کوئی شکل نہیں۔ملاحظہ ہو۔

"حضرت جی فرماتے تھے کہ یہ کام اس زمانے کیلئے کشتی نوح ہے جو اس میں آ گیا وہ محفوظ ہو جاوے گا اور جو اس سے جدا رہا اسکی حفاظت کی کوئی شکل نہیں۔" (تبلیغی کا مقامی کام صفحہ ۹۳)

اپنی جماعت سے باہر کے مسلمانوں بارے میں ان حضرات کا یہ عقیدہ اور گمراہ کن خیال اکرام مسلم کا کام ہے یا تحقیر مسلم کا کام۔

یہود و نصاریٰ کی گمراہی، قرآن وسنت کی روشنی میں:۔

یہود و نصاریٰ نے اللہ کی کتاب اور اس کے دین کے ساتھ خیانت وتحریف کا کیا معاملہ کیا تھا جس کی وجہ سے اس دنیا میں ان پر ذلت وپستی مسلط کردی گئی اور وہ عذاب الٰہی میں مبتلا کردیئے گئے اسے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مختلف مقامات پر بہت تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور حضور ﷺ کے ارشاد، فاعتبروابالا مثال (یعنی قرآنی امثال سے عبرت حاصل کرو) کے مطابق قرآن کی یہ مثالیں اور قصے، امت مسلمہ کی عبرت اور نصیحت کیلئے بیان ہوئے ہیں تاکہ امت کو ضلالت اور گمراہی کے سرچشموں کا علم ہو جائے اور امت ان سے نصیحت وعبرت حاصل کرکے، ان کے جیسے عقائد واعمال سے ہوشیار اور خبردار رہے۔ یہود نے اللہ کی کتاب کے ساتھ تحریف وخیانت کا کیا معاملہ کیا تھا وہ ملاحظہ ہو۔

☆ پھر اپنے عہد کو توڑ ڈالنے کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دل سخت کردیئے۔ کتاب کے الفاظ کا الٹ پھیر کرکے بات کو کہیں سے کہیں لے جاتے ہیں اور جو تعلیم ان کو دی گئی تھی اسکا بڑا حصہ فراموش کر چکے ہیں۔" (المائدہ۔۱۳)

☆ "جو کتاب اللہ کے الفاظ کو ان کا صحیح محل متعین ہونے کے باوجود اصل معنیٰ سے پھیرتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ان کیلئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں سخت سزا" (المائدہ۔۱۴)

☆ "حالانکہ ان میں سے ایک گروہ کا شیوہ وطریقہ یہ رہا ہے کہ اللہ کا کلام غور سے سنا پھر خوب سمجھ بوجھ کر دانستہ اس میں تحریف کی۔" البقرہ۔۷۵)

☆ "توریت جو موسیٰؑ کو عطا کی گئی تھی۔۔۔۔۔۔ جسے تم ٹکرے ٹکرے کرکے رکھتے ہو کچھ کو ظاہر کرتے ہو اور بہت سارا چھپا لیتے ہو" (الانعام۔۱۹)

☆ "پھر جب ظالموں نے ان ہدایت کو جو انہیں دی گئی کچھ دوسری باتوں سے بدل ڈالا تو آخرکار ہم نے ظالموں پر آسمان سے عذاب نازل کیا۔ یہ سزا تھی ان نافرمانیوں کی جو وہ کرتے تھے۔" (البقرہ۔۵۹)

☆ "کیا تم کتاب کے ایک حصے پر ایمان لاتے ہو اور دوسرے حصے کا انکار کرتے ہو تو تم میں سے جو لوگ ایسا کریں، ان کی سزا اسکے علاوہ اور کیا ہے کہ دنیا میں ذلیل وخوار ہوکر رہیں اور آخرت میں شدید ترین عذاب سے دوچار ہوں۔" (البقرہ ۔ ۸۵)

☆ "اللہ کی آیات کے انکار کی وجہ سے ان پر ذلت اور پستی مسلط ہوگئی اور وہ اللہ کے غضب میں گھر گئے۔ (البقرہ ۔ ۱۶) نصاریٰ نے اللہ کی کتاب کے ساتھ تحریف کا جو معاملہ کیا تھا وہ ملاحظہ ہو۔

☆ "اسی طرح ہم نے ان لوگوں سے بھی پختہ عہد لیا تھا جنہوں نے کہا تھا کہ ہم نصاریٰ ہیں مگر ان کو بھی جو ہدایت دی گئی تھیں اس کا ایک بڑا حصہ انہوں نے فراموش کردیا تھا۔ تو آخرکار ہم نے ان کے درمیان دشمنی اور باہمی بُغض وعناد کا بیج قیامت تک کیلئے ڈال دیا۔" (المائدہ ۔ ۴۱)

☆ "سب کے بعد ہم نے عیسیٰؑ کو مبعوث کیا اور ان کو انجیل عطا کی۔ اور جن لوگوں نے ان کی اتباع کی ان کے دلوں میں ہم نے نرمی اور رحم ڈال دیا اور رہبانیت انہوں نے خود ہی ایجاد کرلی۔ ہم نے ان پر اسے فرض نہیں کیا مگر اللہ کی رضا کی طلب میں انہوں نے

خود ہی یہ بدعت نکالی۔ اور پھر اس کی پابندی کرنے کا جو حق تھا اسے ادا بھی نہ کیا۔''
(الحدید ۔ ۲۷)

یہود و نصاریٰ نے اللہ کی کتاب اور اس کے دین میں جن اسباب و محرکات کے تحت جو تحریفات کیں ان پر روشنی ڈالنے والی، قرآن کی چند آیتوں کا ترجمہ اوپر نقل کیا گیا ہے۔ جن کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے دین اور اسکی کتاب میں خیانت اور تحریف کے مجرم تو دونوں ہیں، دونوں نے اللہ کی شریعت اور اس کے اصول سے بے نیاز ہو کر، حرام کو حلال اور حلال کو حرام بنایا، دونوں نے اللہ کے عہد و میثاق کو توڑا، اور اللہ کی شریعت کے نام سے دونوں نے اپنی گھڑی ہوئی شریعت کی بیڑیوں اور زنجیروں میں لوگوں کو جکڑ لیا۔ لیکن تحریف کے اسباب، محرکات دونوں کے بالکل جُدا جُدا ہیں۔ یہود نے اللہ کے دین اور اسکی کتاب میں تحریف کا یہ کام نفس کی سرکشی، مال کی حرص اور دنیا پرستی کی وجہ سے کیا تھا تو نصاریٰ نے یہود کے بالکل برعکس یہ تحریف، نفس کی نرمی، فکرِ آخرت اور اللہ کی رضا کی خاطر کیا۔ یہود دنیا پرست مفاد پرست تھے تو نصاریٰ ترک الدنیا اور خواہش پرست یہودی علماء نے علم کی روشنی میں جان بوجھ کر دانستہ اور قصداً اللہ کے حکم کو بدلا تو نصاریٰ نے جہالت، فہم دین کی کمی اور تمنا وخواہش کے تحت یہ تحریف کی۔ یہود کی نفس پرستی کی وجہ سے اللہ نے اس دنیا میں ان کے دل سخت کر دیے، ان پر لعنت بھیجی ہمیشہ کے لئے ان پر ذلت و پستی مسلط کر دی، وہ اللہ کے غضب میں گھر گئے اور آخرت میں سخت ترین عذاب کا مزا چکھیں گے۔ تو نصاریٰ کی جہالت اور خواہش پرستی کی وجہ سے اللہ نے ان کو اس دنیا میں مذہبی، مسلکی اور گروہی فرقہ بندیوں میں تقسیم کر کے، ان کے درمیان ہمیشہ کیلئے دشمنی و عناد کی بنیاد ڈال دی جس سے نکلنے کے لئے کتاب ہدایت کا کوئی معیار ان کے پاس نہیں ہے جس کی طرف رجوع کر کے وہ اختلافات کو ختم کر سکیں۔ اور قیامت میں ان سے پوچھا جائیگا کہ وہ کیسے غلط عمل کرتے رہے ہیں۔

اللہ کے دین، اسکے عقائد و اعمال میں تحریف و تبدیلی کے محرکات و اسباب میں الگ اور جدا ہونے کے باوجود، درج ذیل گمراہیوں میں دونوں متحد اور مشترک بھی تھے۔ ملاحظہ ہو۔

☆ ''ان کا کہنا ہے کہ کوئی شخص ہرگز جنت میں نہ جائیگا جب تک وہ یہود یا نصرانی نہ ہو۔ یہ انکی تمنائیں اور خواہشیں ہیں، ان سے کہو اپنی دلیل پیش کرو اگر تم سچے ہو۔'' (البقرہ۔ ۱۱۱)

☆ ''یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کی اولاد اسکی چہیتے اور محبوب ہیں ان سے پوچھو، پھر اللہ تمہارے گناہوں پر تمہیں سزا کیوں دیتا ہے۔'' (المائدہ ۔ ۱۸)

☆ یہودی کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کے بیٹے ہیں یہ سب بے حقیقت باتیں ہیں جو وہ بولتے ہیں ان لوگوں کی دیکھا دیکھی جو ان سے پہلے کفر میں مبتلا تھے۔ خدا کی مار ان پر یہ کہاں سے اور کیوں دھوکہ کھا رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے علماء اور اللہ والوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنالیا ہے حالانکہ ان کو صرف ایک اللہ کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا۔'' (التوبہ ۳۰۔ ۳۱)

☆ حدیث میں آتا ہیں کہ حضرت عدی بن حاتم ؓ جو پہلے عیسائی تھے، اسلام قبول کرنے کے بعد حضور ﷺ سے سوال کیا کہ اس آیت میں اہل کتاب پر، اپنے علماء اور اللہ والوں کو خدا بنالینے کا جو الزام عائد کیا گیا ہے اسکی حقیقت کیا ہے؟ جواب میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے کہ کتاب الٰہی کی سند اور ہدایت سے بے نیاز ہو کر، جو کچھ ان کے علماء حرام قرار دیتے ہیں اسے آنکھ بند کر کے ان کے عوام بھی حرام مان لیتے ہیں اور جسے وہ لوگ حلال کہتے ہیں اسے یہ بھی حلال قرار دیتے ہیں اور یہ دیکھنے کی کوئی کوشش نہیں کرتے کہ آیا یہ علماء کا کیا ہوا حلال وحرام اللہ کی کتاب کے مطابق ہے یا اس کے خلاف۔ عدی بن حاتم ؓ نے عرض کیا کہ ہاں! ایسا تو ضرور یہ لوگ کرتے ہیں۔ ان کے اس جواب پر، حضور ﷺ نے فرمایا۔ بس اپنے علماء اور اللہ والوں کے تعلق سے ان کی یہ اندھی عقیدت و پیروی، ''ان کو

خدا بنالینا ہے اور یہی ان کی عبادت کرنا ہے۔"

دونوں کے عوام جہالت، فہم کتاب کی کمی اور تمنا کی وجہ سے اس خیالِ خام میں مبتلا ہو گئے تھے کہ ہم دوزخ میں نہیں جائیں گے اور اگر گئے بھی تو چند دن کے لئے جیسے قرآن نے یوں بیان کیا ہے۔

☆ "ان میں ایک دوسرا گروہ اُمیوں کا ہے جو کتاب کا تو علم نہیں رکھتے۔ بس اپنی بے بنیاد امیدوں اور آرزوں کو لئے بیٹھے ہیں۔" (البقرہ۔۷۸)

دونوں کے علماء نے، عوام کی امیدوں اور آرزوؤں کے مطابق، فتویٰ دیکر انہیں مطمئن اور خوش کر دیا تھا کہ تمہارا یہ خیال کہ ہم پیدائشی جنتی ہیں جہنم میں نہیں جائیں گے چاہے ہم کچھ بھی کریں اور اگر جہنم میں گئے بھی تو صرف چند دن کیلئے، بالکل برحق، اللہ کی کتاب کے مطابق اور اسکی طرف سے ہے تا کہ عوام خوش رہیں۔ اور ان سے یہ دینوی مالی فائدہ حاصل کرتے رہیں۔ ان کے علماء کی اس روش کو قرآن نے اس طرح بیان کیا ہے۔

*" پس ہلاکت اور تباہی ہے ان لوگوں کیلئے جو اپنے ہاتھوں سے شرعی فتویٰ لکھتے ہیں پھر لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آیا ہوا ہے۔ تباہی کا سامان ہے ان کیلئے وہ لکھائی جو اُن کے ہاتھوں نے لکھا۔ اور موجب ہلاکت، ان کی یہ کمائی جو انہوں نے اس سے کمایا۔" (البقرہ ۷۹)

دونوں کے علماء اور عوام کا یہ خیال خام ہی تھا جس نے ان کو کتاب اللہ کی پیروی واطاعت سے بے نیاز کر کے۔ بےعمل، بدکردار اور سرکش بنایا تھا اور رسم ورواج کی ایک نئی شریعت میں ان کو پھنسا کر، آخرت کی جوابدہی سے بےفکر بنا دیا تھا۔ جس کی نشاندہی قرآن میں اس طرح کی گئی ہے۔

☆" تم نے دیکھا نہیں کہ جن لوگوں کو کتاب کے علم میں سے کچھ حصہ ملا ہے۔ ان کا

حال کیا ہے؟ انہیں جب کتاب الٰہی کی طرف بلایا جاتا ہے تا کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے، تو ان میں ایک فریق اس سے پہلوتہی کرتا ہے اور اس فیصلے کی طرف آنے سے منہ پھیر جاتا ہے، ان کا یہ طرزِ عمل اس وجہ سے ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جہنم کی آگ تو ہمیں مَس تک نہیں کرے گی۔ اور اگر دوزخ کی سزا ہم کو ملے گی بھی تو بس چند روز، ان کے خودساختہ عقیدوں نے ان کو اپنے دین کے معاملے میں بڑی غلط فہمیوں میں ڈال رکھا ہے۔" (آل عمران ۲۳-۲۴)

دونوں نے اپنے اپنے انبیاء کی عقیدت میں غلو کر کے، ان کو اللہ کا بیٹا، اسکا شریک اور ہمسر بنا دیا تھا دونوں نے اپنے علماء اور اللہ والوں کو اللہ کے علاوہ شریعت الٰہی میں تبدیلی کا مجاز اور حق دار سمجھ لیا تھا اور اس طرح ان کو خدائی کے مقام پر بٹھا دیا تھا۔ دونوں کے اکثر علماء اور اللہ والے لوگوں کا مال باطل اور غلط طریقے سے کھاتے اور ان کو اللہ کے راستے سے روکتے تھے جس سے اہل ایمان کو قرآن میں یوں آگاہ کیا گیا ہے۔

☆" اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، حقیقت میں ان اہل کتاب کے اکثر علماء اور اللہ والوں کا حال یہ ہے کہ وہ لوگوں کے مال باطل طریقوں سے کھاتے ہیں اور انہیں اللہ کے راستے سے روکتے ہیں۔" (التوبہ ۳۴)

دونوں کو اللہ تعالیٰ نے دعوت دی کہ اگر تم تاریکی سے نکل کر روشنی میں آنا چاہتے ہو، سلامتی کا راستہ اور اللہ کی رضا کے طالب ہو تو تمہیں نبی کریم ﷺ اور قرآن مجید کی کامل اتباع کرنی چاہئے جو کتابِ الٰہی کی ان اہم باتوں کو جنہیں تم چھپاتے ہو بیان کرتی ہے اور بہت سی غیر اہم باتوں سے درگذر بھی کرتی ہے، ملاحظہ ہو۔

☆" اے اہل کتاب! ہمارا رسول تمہارے پاس آ گیا ہے جو کتاب الٰہی کی بہت سی ان باتوں کو جن کو تم چھپاتے ہو تمہارے سامنے کھول رہا ہے اور بہت سی باتوں سے گذر بھی کر جاتا

ہے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی آ گئی ہے اور ایسی حق نما کتاب جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو اس کی رضا کے طالب ہیں سلامتی کے طریقے بتاتا ہے اور اپنے اذن سے ان کو اندھیروں سے نکال کر اُجالے کی طرف لاتا ہے اور صراطِ مستقیم کی طرف ان کی رہنمائی کرتا ہے۔'' (المائدہ ۵۱۔۶۱)

قرآن کی مذکورہ آیات کے مطالعہ سے بات واضح ہو جاتی ہے کہ وہ محرکات اور اسباب کیا تھے جس کیلئے یہود و نصاریٰ نے کتاب اللہ میں تبدیلی و تحریف کی۔ یہود نے جان بوجھ کر، دانستہ اور فساد نیت کی وجہ سے دنیاوی مفاد کیلئے یہ جرم کیا تو نصاریٰ کے علماء اور اللہ والوں نے جہالت ااور خلوص نیت سے اُخروی فائدے اور اللہ کی رضا کیلئے یہ گھناؤنا کام کیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہود کو سورہ فاتحہ میں مغضوب علیہم اور نصاریٰ کو ضالین قرار دیکر، امت مسلمہ پر یہ بات واضح کر دی کہ غلط کام ہر حال میں غلط، ناجائز اور حرام ہے خواہ وہ کتنے ہی اعلیٰ اور پاک مقصد کیلئے کیا جائے۔ اور خواہ اس کو کرنے والے لوگ کتنے ہی مخلص اور نیک نیت کیوں نہ ہوں۔

تبلیغی حضرات کے لئے قابلِ توجہ باتیں:۔

اس لئے تبلیغی حضرات اور ان کی تائید و تصدیق کرنے والے علماء اور اللہ والوں کو یہ بات اچھی طرح سے جاننا اور سمجھنا چاہئے کہ اللہ کا حکم اور قرآن کے اصول نہی عن المنکر کو سکوت عن المنکر سے ہمیشہ کیلئے بدلنا، بہر حال اللہ کی کتاب اور اس کے دین میں تحریف و تبدیلی کا کام اور اللہ کے غضب کو دعوت دینے والا جرم ہے۔ کلمہ و نماز کی دعوت اور اسکی اصلاح کا کام، بلا شبہ دین کا بنیادی کام اور امت کی اصلاح و تعمیر کا بنیادی پتھر ہے، اور اس کام میں وقت اور مال کی قربانی دینے والے یقیناً اللہ کے نیک اور پسندیدہ بندے ہیں بشرطیکہ:

اس کام کے ساتھ دین کے دوسرے اعمال و احکام کی اصلاح سے غفلت نہ برتی جائے اور حسب استطاعت ان پر بھی عمل ہوتا رہے۔ اور دین کے کسی بھی عمل اور حکم کو حقیر، کمتر یا

زمانے و حالات کے اعتبار سے ناقابل عمل سمجھ کر، عقیدتاً یا عملاً ترک نہ کیا جائے۔

اللہ کے دین کا ہر حکم اور عمل اپنے اپنے مقام، موقعہ اور محل پر اہم ہے اور ان میں سے کوئی حکم یا عمل کسی دوسرے حکم یا عمل کا نعم البدل اور قائم مقام نہیں ہو سکتا، خواہ اس حکم یا عمل کا مقام اپنی خصوصیت فضلیت اور اہمیت کے اعتبار سے دین میں کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو۔ بلا شبہ اپنی اہمیت کے اعتبار سے دین میں اعمال کی ترتیب اس طرح ہے۔ عقیدہ عبادات، اخلاق، معاشرت، معاملات، معیشت اور سیاست۔ لیکن صرف عقیدہ کی صحت عبادت کا نعم البدل نہیں ہو سکتی۔ یا عقیدہ، عبادات اور اخلاق کی صحت، معاشرت، معاملات اور معیشت کا نعم البدل۔ یا سارے انفرادی نوعیت کے اعمال مل کر اجتماعی و سیاسی عمل کا نعم البدل۔ کیونکہ ان سب اعمال کے مجموعے کا نام دین اسلام ہے۔ ان میں سے کسی ایک حکم یا عمل کا ترک، دوسرے عمل کے ترک پر، اور کسی ایک کی بھی خرابی، دوسرے کی خرابی پر دلالت کرتی ہے۔ اگر نادانی میں دین کے کسی ایک حصے سے غفلت صرف اس حصے سے غفلت کا ہم معنیٰ ہے تو جان بوجھ کر، دانستہ دین کے کسی ایک حصہ کا ترک، صرف دین کے اس ایک حصے کے ترک کا ہم معنیٰ نہیں ہے بلکہ پورے دین سے نکل جانے کے مترادف ہے۔

نصاریٰ کا قصور جس پر اللہ نے، قرآن میں انہیں ضالین اور گمراہ کہا اور عذاب جہنم کی وعید سنائی، وہ اس کے علاوہ اور کیا تھا انہوں نے اللہ کی ہدایت کے علی الرغم اور اس سے بے نیاز ہو کر، خود سے دین کے سب سے اہم اور بنیادی عمل عبادات کو دین کے باقی تمام اعمال کا نعم البدل اور قائم مقام قرار دیکر، دوسرے اعمال و احکام سے کنارہ کشی اختیار کر کے، تارک الدنیا ہو گئے تھے۔

کلمہ و نماز کی دعوت سے لوگوں کی جو جزوی و ظاہری اصلاح ہو رہی ہے اور جس سے مسجدیں آباد ہو رہی ہیں وہ بھی نہایت قابلِ قدر، اہم اور قابلِ تعریف کام ہے بشرطیکہ عقائد

واعمال کی دوسری خرابیاں اس کے ساتھ موجود نہ ہوں۔ اور استطاعت کے مطابق ان خرابیوں کودور کرنے کی محنت پر بھی بھرپور توجہ مرکوز رہے۔ مثلاً:۔

☆ حضرت جی کے الہامی اصول دعوۃ الی المعروف وسکوت عن المنکر سے، قرآنی اصول امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو ہمیشہ کیلئے تبدیل نہ کیا جائے۔

☆تبلیغی اصول سکوت عن المنکر، قرآنی اصول نہی عن المنکر سے متصادم اور اس کے خلاف ہے۔ اسکوقرآن کے مطابق ہونے کا دعویٰ نہ کیا جائے۔

☆ علماء اور بزرگوں کی غلطیوں اور اجتہادی خطاؤں کو امت کیلئے سنت اور دین میں حجت نہ بنایا جائے۔ مولانا الیاسؒ کومجدد اور مصلح کے مقام ومرتبہ سے بڑھا کر، نبی کا ہمسر اور مثل نہ بنایا جائے۔

☆ یہ عقیدہ نہ رکھا جائے کہ اس زمانے کی ہدایت کے اصل اصول قرآنی نہیں بلکہ تبلیغی ہیں اور اس زمانے میں تبلیغی اصولوں کے مطابق جولوگ کام نہیں کریں گے وہ ناکام ہوجائیں گے۔

☆ یہ عقیدہ نہ رکھا جائے کہ اس زمانے میں تبلیغی محنت کشتی نوح ہے جو اس میں داخل نہیں ہے اسکی حفاظت کی کوئی شکل نہیں۔

☆ یہ عقیدہ نہ رکھیں کہ اس زمانے میں علماء کی علمیت اور اولیاء کی ولایت سے امت کے حالات کی اصلاح ناممکن ہے۔

☆ یہ عقیدہ نہ رکھیں اور حضور ﷺ کی طرف یہ جھوٹی بات منسوب نہ کریں کہ حضور ﷺ نے ہر عبادت کا بدل ذکر کوقرار دیا ہے۔

☆ یہ عقیدہ نہ رکھیں کہ بزرگوں اور اللہ والوں کو موت نہیں آتی، صرف دنیا سے پردہ کرتے ہیں۔

☆ یہ عقیدہ نہ رکھیں کہ نبی کی طرح، بزرگوں اور اللہ والوں کو بھی اللہ تعالیٰ غیب سے کھلاتا پلاتا ہے۔

☆ کلمہ ونماز کی دعوت کے کام میں صرف قرآن، احادیث صحیحہ، آثارِ صحابہؓ اور صحیح قصوں سے مدد لی جائے گھڑی ہوئی احادیث اور جھوٹے قصے نہ بیان کئے جائیں۔ کیونکہ جھوٹی احادیث وقصے، اسلام کی راہِ اعتدال سے ہٹا کر کمی وزیادتی کی ٹیڑھی راہ بدعت پر لیجانے والے ہیں۔

☆ ترجمہ اور تفسیر کے ذریعہ، قرآن کو سمجھنے اور پڑھنے سے عوام کو نہ منع کیا جائے۔

☆ علماء اور اللہ والوں کے قول وعمل کو قرآن اور سنتِ رسول کے مقابلہ میں حجت اور دلیل نہ بنایا جائے۔

☆ علماء اور اللہ والوں کی پیروی دلیل کی روشنی میں آنکھ کھول کر کریں، آنکھ بند کر کے ان کی باتیں نہ مانی جائیں کیونکہ یہی ان کو خدا بنانا ہے اور یہی طرز عمل ان کی عبادت کے مترادف ہے۔

☆ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے قرآنی اصول کو تبلیغ ودعوت کے کام کی بنیاد بنایا جائے۔

کلمہ ونماز کی دعوت کے ساتھ ساتھ یہ وہ چند ضروری باتیں ہیں جن سے بچنا اور پرہیز کرنا نہایت ضروری کام ہے۔ ورنہ عقائد واعمال کی ان خرابیوں کے ساتھ ساتھ کلمہ ونماز کی دعوت کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے اسلام، اسلام کا نعرہ تو بہت ہو لیکن عملی زندگی میں اسلام کا کہیں اتہ پتہ نہ ہو۔ قرآن کا وظیفہ اور اسکی تلاوت تو بہت ہو لیکن قرآنی ہدایت پر عمل سے زندگی خالی ہو۔ کلمہ ونماز کی دعوت کے ساتھ ساتھ زندگی راہ ہدایت سے محروم وناآشنا ہو۔ جس خرابی کی پیشین گوئی حضور ﷺ نے اس طرح کی ہے۔ 'عنقریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا۔ جس میں اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا۔ قرآن کے صرف حروف باقی رہ جائیں گے۔ مسجدیں نمازیوں سے آباد اور معمور ہونگی۔ لیکن ہدایت کے اعتبار سے خراب اور ویران ہونگی۔ (مشکوٰۃ)

موجودہ حالات میں علماء کی ذمہ داری:۔

موجودہ زمانے میں امت کی بے عملی انتشار، دین اسلام سے انحراف اور دوری کے ذمہ دار علماء اور عوام دونوں ہیں کیونکہ اسلام میں ہر شخص اپنی انفرادی حیثیت میں مسئول ہے۔ایک طرف امت کے علماء ہیں جو انبیاء اور علم دین کے وارث اور امت کی رہنمائی کے ذمہ دار اور مسئول بنائے گئے تھے لیکن ان کی اکثریت، امت کی رہنمائی، اللہ، رسول اور قرآن کے نام پر، اپنی اپنی پسند، مصلحتوں، مجبوریوں، گروہ بندیوں اور مفاد پرستی کی روشنی میں کررہی ہے جس کی وجہ سے ایک اللہ، ایک رسول ایک قرآن، ایک قبلہ اور ایک مقصد اور نصب العین پر ایمان رکھنے والی امت، الگ الگ، متضاد مقصد، نصب العین، ترجیحات اور سمت رکھنے والے گروہوں میں تقسیم ہوکر، اپنے اصل مقصد، امر بالمعروف ونہی عن المنکر، تواصی بالحق، شہداء علی الناس، اقامتِ دین اور **اعتصموا بحبل اللہ جمیعا** کو فراموش کرچکی ہے۔

عوام کی ذمہ داری:۔

دوسری طرف امت کے عوام ہیں جنہوں نے قرآن وسنت کا بنیادی وضروری علم۔۔۔ اتنا علم کے جس سے ہر شخص اسلام اور غیر اسلام میں تمیز اور فرق کرسکے۔۔۔اس میں غور وفکر اور اس پر عمل کو، اپنی ذاتی ذمہ داری اور فرض سمجھنے کے بجائے، علماء اور خواص کا کام سمجھ لیا ہے۔لیکن اس غلط فہمی، بے عملی اور غفلت کے باوجود، ان کی خواہش نفس نے ان کو اس خوش گمانی میں مبتلا کررکھا ہے کہ اللہ کے محبوب بندے وہی ہیں۔اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اپنی گڑھی ہوئی اور واعظمین سے سنی ہوئی غلط باتوں کو انہوں نے دین سمجھ لیا ہے بغیر یہ جانے کہ ان کی حیثیت دین میں کیا ہے۔اور اس طرح جھوٹی امیدوں پر یہ جی رہے ہیں جس کی وجہ سے،

قرآن وسنت پر مبنی دین کا صحیح تصور، درست اور صالح عمل اور جزاوسزا کے صحیح تصور کو وہ سمجھنے سے قاصر اور معذور ہیں۔

اتحادِ اُمت اور اصلاحِ اُمت کے تقاضے:۔

اتحادِ اُمت، اصلاحِ امت اور دعوتِ دین کا کوئی کام صحیح معنوں میں اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک کہ امت کے تمام علماء اور عوام اپنے اپنے دائروں میں رہتے ہوئے اصلاح امت اور دعوتِ دین کے عظیم کام کیلئے، باہم مل جل کر، قرآن وسنت کو پوری قوت اور مضبوطی کے ساتھ تھام نہیں لیتے۔جس کے بغیر یہ امت دعوت واصلاح کے فریضے کو کما حقہ ادا نہیں کرسکتی۔ جو اس دنیا میں اس کا مقصد وجود اور فرض منصبی ہے۔اور نہ ہی ضلالت وگمراہی کے فتنوں سے کہ خود کو بچا سکتی ہے۔جس کی اہمیت پر حضور ﷺ کی درج ذیل احادیث دلالت کرتی ہیں۔

☆ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں تم ہرگز کبھی بھی گمراہ نہ ہوگے جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے۔ایک باللہ کی کتاب اور دوسری اس کے رسول کی سنت۔ (موطا، مشکٰوۃ)

☆ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ خبردار! تم لوگ عنقریب فتنے سے دوچار ہونے والے ہو۔میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ: کیا اس فتنے سے نکلنے کا کوئی راستہ بھی ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ کی کتاب، جس میں تم سے پہلے کے لوگوں کی خبریں ہیں اور تم سے بعد میں آنے والوں کے احوال ہیں۔جس میں تمہارے باہمی معاملات کا حل اور فیصلہ ہے۔ جو دوٹوک سنجیدہ بات ہے ہنسی مذاق نہیں ہے۔جو سرکش اسکو چھوڑ دیگا اللہ اسکی ریڑھ کی ہڈی توڑ دیگا۔جو اسکے سوا کسی اور در سے ہدایت کا طالب ہوگا، اللہ اسے گمراہ کردیگا۔اللہ کی مضبوط رسی بھی یہی ہے۔حکمت

سے بھری ہوئی کتاب بھی یہی ہے۔ اللہ کی بتائی ہوئی سیدھی راہ بھی یہی ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے خواہشاتِ نفس گمراہ نہیں کر سکتیں۔ اور زبانیں کمی وبیشی بھی نہیں کر سکتیں۔ علماء اس سے آسودہ ہوکر، بھی نہیں اُکتاتے۔ اسکو زیادہ پڑھنے سے سیری یا اُکتاہٹ نہیں ہوتی۔ اس کی حکمت اور عجائب کے خزانے کبھی ختم نہیں ہونگے۔۔۔۔ جس نے اس کی سند پر کچھ کہا، سچ کہا۔ جس نے اس پر عمل کیا، ماجور ہوا۔ جس نے اسکے مطابق فیصلہ کیا، اس نے انصاف کیا۔ جس نے اس کی طرف دعوت دی۔ اس نے صراطِ مستقیم کی دعوت دی۔ (ترمذی)

☆ حضور ﷺ نے فرمایا کہ قرآن تمہارے حق میں حجت ہوگا یا تمہارے خلاف۔

☆ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جو لوگ میرے بعد رہیں گے وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھیں گے۔ ایسے حالات و زمانے میں تم پر میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کی اتباع لازم و فرض ہے۔ اس پر قائم رہو اور اسے دانتوں سے مضبوط پکڑ لو۔ دیکھو! ہر نئے طریقوں و کاموں سے بچنا، کیونکہ ہر نیا طریقہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (مسند احمد۔ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

☆ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے کوئی ایسا عمل اختیار کیا، جس کی تائید و ثبوت ہمارے حکم سے نہ ہو تو وہ عمل باطل اور مردود ہے۔ (مسلم)

زیر اہتمام: محمد صدیق قریشی
Pixel Arts
Mobail : 9820790615
Printed at : Fatima Printers
Tilak Nagar , Saki Naka Mumbai 400070